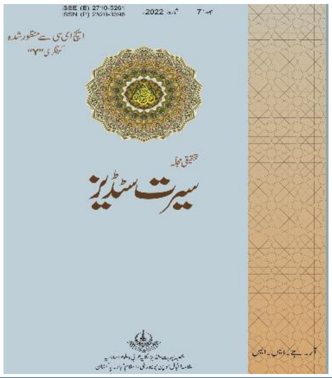

Seerat Studies Research Journal
eISSN: 2710-5261, pISSN: 2520-3398
Publisher: Department of Seerat Studies
Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Journal Website: https://jss.aiou.edu.pk/

Vol.07 Issue: 07 (January-December 2022)
Date of Publication: 23-December 2022
HEC Category (July 2022-2023):

jss.aiou.edu.pk

Article	فقہ السیرۃ: ڈاکٹر محمد حمیداللہ کی اجتہادی فکر کا مطالعہ
Authors & Affiliations	1. **Dr. Muhammad Abdullah** Professor, Sheikh Zayed Islamic Centre, Punjab University, Lahore {abdullah_pu@hotmail.com}
Dates	Received: 15-04-2022 Accepted: 15-07-2022 Published: 23-12-2022
Citation	Dr. Muhammad Abdullah, 2022. فقہ السیرۃ: ڈاکٹر محمد حمیداللہ کی اجتہادی فکر کا مطالعہ [online] IRI - Islamic Research Index - Allama Iqbal Open University, Islamabad. Available at: <https://iri.aiou.edu.pk/?p=74722> [Accessed 25 December 2022].
Copyright Information	فقہ السیرۃ: ڈاکٹر محمد حمیداللہ کی اجتہادی فکر کا مطالعہ 2022 © by Dr. Muhammad Abdullah is licensed under Attribution-ShareAlike 4.0 International
Publisher Information	Department of Seerat Studies, Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad

Indexing & Abstracting Agencies

Tehqiqat	IRI	Asian Indexing	Australian Islamic Library	HJRS

فقہ السیرۃ: ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی اجتہادی فکر کا مطالعہ

Fiqh-Al-Sirah, A Study of Neologies Thought of Dr. Muhammad Hamidullah

ڈاکٹر محمد عبداللہ

پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

Abstract

Dr. Muhammad Hamidullah (1908-2002) was a great Islamic Scholar of the twentieth century. The scope of his Contribution was spread over the Holy Quran, Hadith, Biography of the Prophet Muhammad (PBUH) and International Relations. More or less in each of above fields he composed numerous articles and writings, which comprise on huge collections of Books in different dialects. Most of the research work of Dr. Hamidullah is about the life of Prophet Muhammad (PBUH). His famous books are

مجموعه الوثائق السياسة للعهدالنبوی والخلافة الراشدة

1. The Muslim Conduct of State-
2. Battlefields of the Prophet Muhammad,
3. The Political life of Prophet Muhammad (PBUH),
4. The First Written Constitution in the World
5. The Prophet's Establishing a State and his Succession.

He doesn't examine the Sirah in the conventional way in spite of the fact, he applies the lessons of Prophet (PBUH) in the contemporary age. Which is the one of a kind neologian nature of Hamidullah. In this Paper following aspects of his writings will be mentioned. His research in Geography and Seerah. Lessons from the journey of Migration, inferential lessons from Charter of Madina, ratiocinative teachings from the preaching of Prophet Muhammad (PBUH) and relations with Non-Muslims. Hopefully due to this research in Fiqh-Al-Sirah, new aspects of Research will be highlighted.

Keywords: Quran, Hadith, Sirah, Neologianism, Fiqh-Al-Sirah

ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۱۹۰۸ء۔ ۲۰۰۲ء) بیسویں صدی عیسوی کے ایک عظیم مفکر تھے۔ ان کی علمی خدمات کا دائرہ قرآنِ حکیم، حدیثِ مبارکہ، سیرت النبیؐ، تاریخ اور بین الاقوامی قوانین پر محیط تھا[۱] کم و بیش ان میں سے ہر میدان میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مقالات اور تصانیف کی بڑی تعداد موجود ہے تاہم ان کی سب سے زیادہ دلچسپی اور تحقیقات سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر رہی۔ ان میں سے چند ایک تصانیف تذکرہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

۱۔ رسول اللہؐ کی سیاسی زندگی

۲۔ عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی

۳۔ عہد نبویؐ کے میدان جنگ

۴۔ دنیا کا پہلا تحریری دستور

۵۔ محمد رسول اللہؐ (فرانسیسی زبان میں)

۶۔ خطباتِ بہاولپور

۷۔ مجموعه الوثائق السياسة للعهدالنبوی والخلافة الراشدة

ان مستقل کتب کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں علمی مقالات ہیں جو دنیا کے معروف علمی مجلات میں شائع ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تحریرات سے متعلق جو بات حتمی طور پر کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ موصوف اپنے مطالعہ اور تحقیق کو جدید تحقیقات سے ہم آہنگ (Up-date) رکھتے تھے۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر حمید اللہ سیرت النبیؐ کا مطالعہ روایتی اسلوب میں نہیں کرتے، بلکہ اپنے مطالعات کو عصر حاضر سے تطبیق دیتے تھے، دوسرے لفظوں میں وہ سیرت النبیؐ کی عصری اہمیت کو اجاگر کرتے تھے۔ وہ اپنی بصیرت و حکمت سے سیرت النبی میں غوّاصی کرتے اور نادر و نایاب درِّ بے بہا نکال کر امت کے سامنے پیش کرتے۔ ان کے مطالعے اور اجتہاد کا یہی وہ پہلو ہے جس سے وہ اپنے معاصرین میں منفرد و ممتاز نظر آتے ہیں۔ اس سے بلاشبہ کئی تفرّدات نے بھی جنم لیا اور اہل علم نے ان کی آراء سے اختلاف بھی کیا مگر یہی علم و تحقیق کا زیور ہے۔ انہی وجوہات کی بناء ڈاکٹر محمود احمد غازی (م: 2010ء) نے ڈاکٹر حمید اللہ کو مجدّدِ سیرت کا خطاب دیا ہے[۲]۔ فقہ السیرۃ کے حوالے سے ڈاکٹر حمید اللہ کی تحقیقات سے ہم چند معروضات پیش کریں گے۔

۱۔ مطالعۂ سیرت النبیؐ کی اہمیت اجاگر کرنا:

اگرچہ اکثر و بیشتر سیرت نگاروں نے رسول اکرمؐ کے حالاتِ زندگی بیان کئے ہیں یا سیرت کے کسی پہلو پر قلم اٹھایا ہے مگر ڈاکٹر محمد حمید اللہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے مطالعہ سیرت کی اہمیت، اس کی وسعت اور مطالعہ کا منہج متعارف کرایا ہے۔ چناں چہ اپنی کئی کتابوں میں پہلا عنوان ہی یہ رکھا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کس لئے کیا جائے؟ اس ضمن میں ڈاکٹر موصوف نے تین طبقات کے لئے مطالعہ سیرت کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

مسلمانوں کے لئے، غیر مسلموں کے لئے اور ہر انسان کے لئے۔ مسلمانوں کے لئے تو اس لئے ضروری ہے کہ عقیدہ کی رو سے رسول اکرم ﷺ کے ہر قول و فعل پر نہ صرف ایمان لانا ضروری ہے بلکہ اس پر عمل کرنا بھی ایمانیات کا حصہ ہے۔ قرآن حکیم کی متعدد آیات اس پر شاہد ہیں۔ غیر مسلموں کے لئے مطالعۂ سیرت کی اہمیت یوں عیاں ہے کہ دنیا میں بے شمار بڑے لوگ فاتحین و سیاست دان وغیرہ آئے ہیں۔ مگر رسول اللہؐ نے دس سال کے قلیل عرصہ میں ایک مملکت قائم فرمادی۔ ایسے میں ایک انقلاب آفریں شخصیت کا مطالعہ نہایت ضروری ہو جاتا ہے۔ تا کہ اس کے کارنامے دنیا کے مدّبرین کے مقابلہ میں دیکھے جاسکیں۔ ہر ایک کے لئے مطالعہ اس لئے ضروری ہے کہ آپ کی بعثت خاص نہیں بلکہ عام ہے اور آپ کو رحمة للعٰلمین بنایا گیا ہے اور آپ کی شخصیت کو سب کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا ہے۔ اس وجہ سے آپ

کی ذات میں انسان رہنمائی کے لئے کئی پہلو مثلاً بطور منتظم، سپہ سالار اور اخلاقی معلم وغیرہ کے جمع ہیں۔ان سب کا مطالعہ ہر انسان کی ضرورت ہے۔(۳)

اسی رجحان کو بعد میں متعدد سیرت نگاروں نے آگے بڑھایا ہے۔

۲۔غزوات نبویؐ کا جدید اسلوب میں مطالعہ:

بالعموم سیرت نگار غزوات نبویؐ کا مطالعہ سرسری انداز میں کرتے ہیں۔ مگر ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس میدان میں بھی غور و فکر کے نئے زاویئے متعارف کرائے ہیں۔ اگرچہ ان کی تمام کتب میں رسول اللہؐ کے غزوات اور حکمت عملی پر تبصرے موجود ہیں مگر اس موضوع پر بہ طور خاص ''عہد نبویؐ کے میدان جنگ'' مرتب کی ہے۔ اردو زبان کے علاوہ انگریزی، جرمن اور فرانسیسی میں بھی، مذکورہ کتاب میں شائع ہوچکی ہے۔ اس موضوع پر ایک اجتہادی بصیرت اور مومنانہ فراست کی کمال درجہ کی کاوش ہے۔ جس نے جغرافیہ جنگ اور فنِ حربیات کو ایک نیا رخ عطا کیا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے خود بہ نفس نفیس ان مقامات کا مشاہدہ کیا۔ فریقین کے راستوں کا تعین کیا۔ بعض جگھوں کی از سر نو پیمائش کی، اور ان مقامات کے نقشے فراہم کئے۔ اس طرح ''الحرب خدعۃ'' کی جن صورتوں اور جنگی اصولوں کا استنباط کیا ہے وہ اسی ''مجددِ سیرت'' کا حصہ ہے۔ ان میں سے چند پہلوؤں کو نکات کی صورت میں تحریر کیا جاتا ہے:۔

۱۔ غزوۂ احزاب کے بعد مکہ میں قحط پڑا۔ رسول اللہؐ کا غلّہ اور پانچ سو اشرفیوں سے اہل مکہ کی مدد کی یہ سب چیزیں ابو سفیان کو بطور رئیس مکہ دی گئیں(۴)۔

۲۔ جنگی کاروائیوں میں انتہا درجے کی رازداری اور اسکے مطابق حکمت عملی اختیار کرنا(۵)۔

۳۔ فوجی مشاورت، ہر اہم موقع پر صحابہ کرامؓ سے مشاورت اور صائب الرائے کو اختیار کرنا۔

۴۔ صلح حدیبیہ میں سفارت کاری کے لئے حضرت عمر فاروقؓ کی جگہ حضرت عثمانؓ کا انتخاب کرنا(۶)۔

۵۔ رسول اللہؐ دوران جنگ بھی صلح اور معاہدات کی کوشش کرتے تھے(۷)۔

۶۔ زمانہ امن کی طرح جنگ میں بھی اطاعت یعنی بیعت کا اصول اپنانا جیسے صلح حدیبیہ میں بیعتِ رضوان(۸)۔

۷۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ کا یہ فرمانا کہ میں اس وقت صلح کی غرض سے آیا ہوں اس لئے مکہ والے جو بھی مانگیں گے وہ دینے کے لئے تیار ہوں(۹)۔

۸۔ مکہ پر حملہ کے وقت انتہا درجے کی رازداری اختیار کرنا کہ خود ساتھ چلنے والوں کو بھی معلوم نہیں کہ کہاں جا رہے ہیں(۱۰)۔

۹۔ جانی دشمن کو معافی دینا اور فتح مکہ کے بعد عتاب بن اسید کو مکہ کا گورنر نامزد کر دینا(۱۱)۔

۳۔غیر مسلموں سے سلوک واستفادہ:

غیر مسلموں سے متعلق، اسلامی ریاست کا رویہ کیا ہونا چاہیے اور ان سے علمی استفادہ کس حد تک ممکن ہے؟ اس بارے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے دلچسپ استنباطات کئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: غیر مسلموں کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟ قرآن میں عجیب و غریب اصول ملتا ہے کہ ہر مذہبی کمیونٹی کو کامل داخلی خود مختاری دی جائے حتیٰ کہ نہ صرف عبادات وہ اپنی طرز پر کر سکیں بلکہ اپنے ہی قانون، اپنے ہی ججوں کے ذریعے اپنے مقدمات کا فیصلہ کرائیں۔ کامل داخلی خود مختاری کا قرآن حکیم میں کئی آیتوں میں ذکر ہے۔ جن میں سے ایک آیت بہت واضح ہے۔ولیحکم اهل الانجیل بما انزل الله فیه[۱۲] یعنی انجیل والوں کو چاہیے کہ اس چیز پر عمل کریں جو اللہ نے انجیل میں اتاری ہے۔ ان احکام کے تحت عہد نبویؐ ہی میں قومی خود مختاری ساری آبادی کو مل گئی تھی۔ جس طرح مسلمان اپنے دین، عبادت، قانونی، معاملات وار دیگر امور ہیں مکمل طور پر آزاد تھے۔ اسی طرح دوسری ملت کے لوگوں کو بھی آزادی تھی۔[۱۳]

دوسرے، علوم کے حصول اور غیر مسلموں سے استفادہ کی بابت لکھتے ہیں: رسول اکرمؐ نے اپنے ایک خاصی کاتب وحی، حضرت زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ تم عبرانی رسم الخط سیکھو، کیونکہ مجھے آئے دن یہودیوں سے خط و کتابت کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اگر ایسی تحریروں کو میں یہودیوں سے پڑھوا کر سنوں تو مجھے ان پر اعتبار نہیں۔ اس لئے تم خود سیکھ لو دوسرے لفظوں میں اجنبی زبانوں کو سیکھنے اور سکھانے کی طرف رسول اکرم ﷺ نے توجہ فرمائی۔ دوسری زبانوں کے سیکھنے سے سیاسی فوائد بھی حاصل ہو سکتے ہیں اور علمی فوائد بھی[۱۴]۔

۴۔ کتبِ سابق میں رسول اکرم ﷺ کا تذکرہ:

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے سابقہ کتابوں کے مطالعہ پر گہری نظر ڈالی ہے اور کئی دلچسپ پہلو سامنے لائے ہیں۔ چند ایک کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

ہندؤں کی کتاب اتھر وید میں آنے والے کا نام نری شنساہ (جس کی توصیف کی گئی) بتایا گیا۔ وہ ایک گاڑی پر سوار ہو گا جسے اونٹ کھینچ رہے ہوں گے اور وہ اس قدر تیزی سے کھینچ رہے ہوں گے جیسا کہ آسمان کی بلندیوں کو چھو رہے ہوں، ہندو مت کی ایک اور معتبر کتاب ''وشنو پران'' کے باب نمبر ۲۴ میں کہا گیا ہے کہ جب ویدوں (سچے علم کی کتاب) کی تعلیمات اور قانونی اداروں کے اختیارات ختم ہو کر رہ جائیں گے اور تاریک دور کا انجام قریب ہو گا تو خدا کا آخری اوتار ایک جنگجو کے روپ میں آئے گا۔ وہ سنبلہ دب (ریت کا جزیرہ) کے ایک مکرم و معظم خاندان میں پیدا ہو گا۔ اس کے والد کا نام وشنو مایانو یا (اللہ کا بندہ) وار والدہ کا نام سومتی (قابل اعتماد) ہو گا۔ (۱۵)

اسی طرح بدھ مت میں گوتم کی ایک پیشین گوئی کی بابت لکھا ہے۔ یہ ایک تجسس آمیز بات ہے کہ گوتم بدھ نے بھی کہا تھا کہ اس نے مذہب کی تکمیل نہیں کی بلکہ متیریا (Mytria) یا متیا یعنی سب پر رحمت کرنے والا آنا باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضور کو رؤف ورحیم کہا ہے[۱۶]۔

۵۔ حرم کی اصطلاح کا پس منظر:

کسی بھی مقام اور چیز کو محترم اور مقدس سمجھنے کا تصور صرف اسلام میں ہی نہیں بلکہ اس کی نظیر دیگر مذاہب میں بھی ملتی ہیں۔ لکھتے ہیں "یہ ایک نیم مذہبی، نیم سیاسی مفہوم رکھتی ہے۔ اور اس کا رواج اسلام کے پہلے ہی سے، نہ صرف عرب کے مختلف مقامات پر بلکہ فلسطین اور یونان وغیرہ میں بھی ملتا ہے۔ اس کا مذہبی مفہوم یہ تھا کہ وہاں کی ہر چیز کو ایک تقدس حاصل ہے، وہاں کے چرند، پرند کا شکار نہ کیا جائے، وہاں کے درخت نہ کاٹے جائیں اور خون ریزی نہ کی جائے اور وہاں آنے والوں کو دوران قیام امن اور پناہ میں سمجھا جائے خواہ وہ مجرم ہی کیوں نہ ہو۔ حرم کا سیاسی مفہوم یہ تھا کہ وہ اس شہری مملکت کے حدود کا تعین کرتا تھا۔ مکے کی حدود عہد ابراہیمی سے چلے آتے ہیں۔ فتح مکہ ۸ھ میں حدود حرم کی تجدید بھی کرائی گئی (۱۷) صحیح بخاری میں ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی کو روانہ کیا تھا کہ حرم مدینہ کے حدود پر ستون نصب کر دیں"(۱۸)۔

۶۔ابوسفیان کی نفسیات کا تجزیہ۔

رسول اکرم ﷺ نے بحیثیت قائد مکہ اور سپہ سالار ابوسفیان کا بطور خاص اعزاز و اکرام کیا اس کی وجہ ڈاکٹر حمید اللہ نے بڑی دلچسپ بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں۔

"مکہ مکرمہ میں شریف النفس معززین کی کمی نہیں ہوتی۔ جب کبھی آوارہ لڑکے (بڑوں کے بہکاوے میں آکر) گلیوں میں سرور کونین حضرت محمدؐ کا پیچھا کرتے۔ آپؐ پر پتھر وغیرہ پھینکتے۔ اس وقت اگر آپؐ ابو سفیان کے گھر قریب ہوتے تو آپؐ اس گھر میں پناہ حاصل کرتے تھے۔ ابوسفیان لوگوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر کے بھگا دیتے۔ جب آوارہ لڑکے بھاگ جاتے تو خاتم النبیین حضرت محمدؐ اپنی منزل کی طرف چل پڑتے" (۱۹)۔

حضرت فاطمہؓ کے حوالہ سے بھی اس طرح کا ایک واقعہ درج کیا ہے۔ لکھتے ہیں"

"ایک دن بزدل، کمینے ابوجہل نے سردار الانبیاء حضرت محمدؐ کی کم سن بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو دیکھا تو ان سے گستاخانہ برتاؤ کیا کہ آپ ابوجہل کو بددعا دیئے بغیر نہ رہ سکیں۔ اس پر ابوجہل نے حضرت فاطمہؓ کے رخسار مبارک پر اس قدر زوردار تھپڑ مارا کہ آپؓ رونے لگیں۔ ابوسفیان ادھر سے گزر رہے تھے۔ انہوں نے بچی کے رونے کی وجہ دریافت کی۔ یہ ماجرا سن کر ابوسفیان بچی کو بازو سے تھام کر سیدھا ابوجہل کے پاس گئے اور اس کے دونوں ہاتھ قابو کر لئے پھر انہوں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ وہ ابوجہل کے منہ پر تھپڑ مار کر اپنا بدلہ لے حضرت فاطمہؓ نے ابوجہل کو تھپڑ مارا اور مسکراتی ہوئی گھر لوٹ آئیں۔ فطری سی بات ہے جب آپؐ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ ابوسفیان کے ممنون ہوئے۔"(۲۰)

۷۔جدید اصطلاحات کا استعمال:

آج کا قاری روزمرہ کی جدید اصطلاحات سے آگاہ ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے سیرت النبیؐ کی تفہیم کے لئے ان اصطلاحات کا استعمال اپنی تحریروں میں جابجا کیا ہے۔ چند اصطلاحات کا تذکرہ دلچسپی سے حال نہ ہوگا۔

First Written Constitution in the world, City State of Makkah, Suffa: Residential University, Miltry Intelligence, Military Department, Budgeting and Taxation in the life of the Prophet, Civil Administration.

اگرچہ اصطلاحات کے حوالہ سے بعض لوگ یہ اعتراضات بھی اٹھا سکتے ہیں کہ ڈاکٹر موصوف مغربی اور جدید اصطلاحات سے مرعوب نظر آتے ہیں۔ تاھم اس حوالہ سے یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ ڈاکٹر موصوف برس، یا برس سے یورپ (فرانس) میں مقیم رہے ہیں۔ اور تحریر و گفتگو کا محاورہ بھی انہی زبانوں میں ہو چکا ہے جو ایک فطری امر ہے۔ تاھم دور جدید میں قاری ان اصطلاحات سے مانوس ہے اور بہت جلد ان تصورات سے وہ آگاہ ہو جاتا ہے جن سے وہ قاری کو باخبر کرنا چاہتے ہیں۔

۸۔ نادر پہلوؤں کی طرف اشارہ کرنا:

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے فقہ السیرۃ کے اسلوب میں یہ امر بھی بڑا دلچسپ ہے کہ آپ سیرت النبی کے بعض نادر پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور بعد ازاں ان سے استنباط بھی کرتے ہیں۔ مثلاً:

1۔ احابیش، مشرکین مکہ کے حلیف تھے، ان کے بارے میں لکھتے ہیں، قریبی علاقہ کے اتحادیوں خصوصاً احابیش نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ ان احابیش کو مکہ والوں سے کوئی نسبت نہیں تھی بلکہ ان کا تعلق عرب قبیلہ بنو کنعان سے تھا۔ احابیش کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے رب تعالیٰ کی قسم اٹھا کر عزم کیا تھا کہ وہ اپنے مخالفین کے مقابلہ میں اس وقت تک یک جان رہیں گے جب تک رات تاریک اور دن روشن رہے گا اور جب تک حبیش کا پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہے گا۔ اس حبیش پہاڑ کی نسبت سے یہ لوگ احابیش کہلاتے۔(۲۱)

2۔ رسول اللہ ﷺ کا بیعتِ عقبہ میں قبائل کے رہنما مقرر کرنا۔ اس بارے میں ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے ان بارہ آدمیوں کو جو بارہ مختلف قبیلوں کے نمائندے تھے اپنی طرف سے ان قبیلوں میں نائب یا سردار مامور کیا۔ اس میں ایک طرف تو ہمیں نظر آتا ہے کہ رسول اللہؐ کی طبیعت میں تنظیم تھی اور مسلمانوں میں ایک مرکزی نظام پیدا کرنا چاہتے تھے۔ دوسری طرف ان کو رسول اللہؐ نامزد کرتے ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ آپؐ کے ماتحت تھے جو کسی کو نامزد کرتا ہے وہ اس کو معزول بھی کر سکتا ہے"(۲۲)۔

۹۔ سیرت النبی کے عملی اور انتظامی گوشوں کو اجاگر کرنا:

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی سیرت نگاری میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ نے سیرت کے عملی اور انتظامی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے بالخصوص ایک ریاست میں جن قوانین اور اصولوں کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ان کی عمل رہنمائی سیرت النبی ﷺ سے حاصل کی جائے۔اس حوالہ سے چند امور کی طرف اشارہ ناگزیر ہوگا۔

ا۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد جب مدینہ میں مہاجرین کی ایک بڑی تعداد وارد ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آباد کاری اور مقامی باشندوں سے تعاون کے لئے متعدد اقدامات کیے۔ان میں ایک مواخات بھی تھا۔اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر حمید اللہ رقم طراز ہیں۔"رسول اللہ ﷺ نے مکی مہاجرین کی فلاح و امداد کے لئے ایک اجلاس عام بلایا۔ جس میں آپؐ نے تجویز دی کہ مدینہ منورہ کے برسر روزگار اور بحیثیت مسلمان ایک ایک مکی (مہاجر مسلمان) کو اپنا بھائی بنالیں اور دونوں بھائیوں کی طرح ترکہ میں بھی حصہ دار ہوں۔رسول رحمت کی تجویز سے سب متفق ہوگئے اس طرح رسول اللہؐ نے مواخات قائم فرمائی۔[۲۳]

۲۔ رسول اللہؐ نے مدینہ منورہ کے مسلم اور غیر مسلم باشندوں کا ایک اجلاس عام اپنے ذاتی ملازم حضرت انسؓ کے والد کے گھر پر طلب کیا۔ امام بخاری کے مطابق اس اجلاس میں سرکار دو عالم نے تجویز دی کہ مدینہ کے باشندوں کے اندرونی جھگڑوں کے خاتمہ اور کسی بیرونی حملہ آور کی حوصلہ شکنی کے لئے مدینہ منورہ کے علاقہ میں ایک شہری ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے جس کی شکل کنفڈریشن کی ہو جس میں تمام یونٹوں کو وسیع خود مختاری حاصل ہو گی۔ نیز یہ کہ سربراہ ریاست کو جنگ یا امن کے دوران کسی مہم کی خاطر افراد کے قطعی انتخاب کا اختیار حاصل ہوگا[۲۴]۔

رسول اللہ ﷺ نے مقامی اور بیرونی افراد سے متعدد معاہدے کئے۔ان معاہدوں کا مقصد حقوق و فرائض کا تعین اور داخل و خارجہ امن تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں۔

"ان معاہدوں کے ذریعے خاتم الانبیاء حضرت محمدؐ نے اسلامی علاقے کی سلامتی و حفاظت میں روز بروز اضافہ فرمایا۔ان معاہدوں کی وجہ سے پر امن طور پر کام کرنے کی راہ ہموار ہوئی اور ان قبائل کے افراد میں دین اسلام سرایت کرنا شروع ہوا"[۲۵]۔

اسی طرح صلح حدیبیہ کے معاہدے کی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"مسلمانوں اور قریش کے مابین منقطع رابطے بحال ہوئے۔لوگوں کی کثیر تعداد نے دین اسلام قبول کیا۔اس حوالے سے حضرت خالد بن ولیدؓ اور عمرو بن العاصؓ جیسے عظیم ناموں کی مثال بھی کافی ہوگئی جنھوں نے اس زمانے میں اسلام قبول کیا"[۲۶]۔

10۔سیرت النبیؐ کے مخفی گوشوں کی نشاندھی:

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اپنی تحریرات میں جابجا سیرت النبیؐ کے ان گوشوں کی نشاندھی کی ہے۔ جس پر آنے والے سیرت نگار کام کر سکتے ہیں۔ محمد عالم مختار حق کے نام ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں:

"ایک جغرافیہ سیرت کی بھی ضرورت ہے۔ جغرافیائی نقشہ Map بھی اور سیرت میں جن مقاموں اور قبیلوں کا ذکر آتا ہے۔ انکا محل وقوع بھی۔ کاش میری عمر، صحت اور فراغت اجازت دیتی کہ یہ کام، یہ تمنا میرے ہاتھ پوری ہو۔ اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔[27]

اس طرح ثنیۃ الوداع کے مقام کا تعین، لفظ فارقلیط کا مفہوم، رسول اللہ ﷺ کے دور میں مردم شماری کا ذکر، عہد نبوی کا اسلام کا تین براعظموں میں پھیلاؤ، وغیرہ ایسے پہلو ہیں جن پر مستقبل کے سیرت نگار تحقیق کر سکتے ہیں۔

خلاصہ بحث:

مذکورہ بالا بحث میں ہم چند ہی پہلوؤں کی نشاندہی کر سکے۔ وگرنہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تحریرات میں سینکڑوں ایسے گوشے ہیں جو غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں۔ بالخصوص ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مطبوعہ و غیر مطبوعہ مکتوبات میں کئی نادر موضوعات موجود ہیں۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ انہیں منظر عام پر لایا جائے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تحریرات اور سیرت کے مختلف پہلوؤں پر ان کے گہرے غور و فکر اور تدبر سے یہ بھی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کسی بھی مقام پر انہوں نے اپنی تحقیقات کو حتمی طور پر پیش نہیں کیا بلکہ انتہائی تواضع اور انکساری سے یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ "مجھے ان اخذ کردہ نتائج پر اصرار نہیں ہے اور اگر اہل علم ان کی اصلاح کر سکیں اور گتھیوں کو سلجھا سکیں تو سیرتِ نبویہ کی ایک الجھن رفع ہو گی۔"

حوالہ جات وحواشی

۱۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ کیجئے:
محمد راشد شیخ، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، حیات، خدمات، مکتوبات، ادارہ علم و فن، الفلاح ملیر ہالٹ، کراچی ۲۰۱۴ء؛ سہ ماہی فکر و نظر (خصوصی اشاعت) ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، جلد ۴۱، ۴۰، اپریل ستمبر ۲۰۰۳ء؛ ششماہی معارف اسلامی، بیاد ڈاکٹر محمد حمید اللہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، جلد ۳، ۲ شمارہ جولائی ۲۰۰۳ تا جون ۲۰۰۴ء۔

۲۔ دیکھیئے غازی، محمود احمد، محاضراتِ سیرت، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، ۲۰۰۹ء ص ۶۷۸

۳۔ محمد حمید اللہ ڈاکٹر، رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی، دار الاشاعت کراچی ۱۹۴۷ء۔ ۱۸۔۱۹؛ وہی منصف، عہد نبویؐ کا نظام حکمرانی، اردو اکیڈمی سندھ کراچی ۱۹۸۷ء۔ ص ۱۰۔۱۵

۴۔ محمد حمید اللہ عہد نبوی کے میدان جنگ، الہدیٰ پبلی کیشنز، راولپنڈی، ۱۹۹۸ء ص ۵۲

۵۔ ایضاً۔ ص ۵۳

۶۔ ایضاً۔ ص ۵۴

۷۔ ایضاً۔ ص ۵۳

۸۔ ایضاً۔ ص ۵۵

۹۔ ایضاً۔ ص۵۶

۱۰۔ ایضاً۔ ص۶۰

۱۱۔ ایضاً۔ ص۶۵

۱۲۔ المائدہ۔۵:۴۷

۱۳۔ محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، ۱۴۰۱ھ ص ۳۱۲

۱۴۔ ایضاً۔ ص۲۳۳

۱۵۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر محمد رسول اللہ (اردو ترجمہ) بیکن بکس اردو بازار لاہور ۲۰۰۵ء، ص۴۹

۱۶۔ ایضاً، ص۵۱

۱۷۔ عہد نبوی کے میدانِ جنگ، حوالہ مذکور، ص۷۹، ۸۰

۱۸۔ ایضاً

۱۹ ۔ محمد رسول اللہ حوالہ مذکور، ص۸۱

۲۰۔ ایضاً

۲۱۔ ایضاً، ص۸۶

۲۲۔ ایضاً، ص۱۰۸، خطبات بہاولپور، حوالہ مذکور، ص۳۰۹

۲۳۔ محمد رسول اللہ، حوالہ مذکورہ، ص۱۱۹، ۱۲۰

۲۴۔ ایضاً، ۱۲۱

۲۵۔ ایضاً ۱۲۴

۲۶۔ ایضاً، ص۱۴۰

۲۷۔ مکتوب بنام محمد عالم مختار حق، محررہ، 16 جمادی الاولی، 1405ھ، مکتوب نمبر ۲۹